

دوہرے معیارات اور بے گھری کی کہانی

اسرائیل- فلسطین تنازع ایک گھری جڑیں رکھنے والی جدوجہد ہے جو تاریخی طرزیات اور عصری نا انصافیوں سے نشان زد ہے، جو تشدید اور بے گھری کے ایک چکر کو جاری رکھتی ہیں۔ یہ مضمون چار کلیدی موضوعات کا جائزہ لیتا ہے: فلسطین کا تاریخی کردار جو نازیوں کے ظلم سے بھاگنے والے یہودی تارکین وطن کے لیے پناہ گاہ فراہم کرتا تھا، مگر خود بے گھری کا سامنا کرنا پڑا؛ صیہونی نیم فوجی دستوں اور بعد میں اسرائیل کی طرف سے دہشت گردی کا استعمال جبکہ دوسروں کو دہشت گرد قرار دینا؛ انسانی حقوق کے وہ اصول جو اسرائیل کے قیام کو ممکن بناتے تھے مگر اب فلسطینیوں کے خلاف توڑے جا رہے ہیں؛ اور 1947 کے اقوام متحده کے تقسیم کے منصوبے کی نا انصافی، جس کے بعد اسرائیل کی غیر قانونی توسعی ہوتی۔ یہ موضوعات دوہرے معیارات، اخلاقی تضادات، اور قانونی خلاف ورزیوں کا ایک نمونہ ظاہر کرتے ہیں جو فلسطینی حقوق کو کمزور کرتے ہیں اور منصفانہ حل کی ضرورت کو اجاگر کرتے ہیں۔

فلسطین بطور پناہ گاہ، اب بے گھر

1930 اور 1940 کی دہائیوں میں، نازی جرمی نے یہودیوں کو بے دخل کیا، 1935 کے نوربرگ قوانین کے تحت ان کی شہریت چھین لی، اور 1938 کے انشلوس کے بعد ظلم و ستم کو بڑھایا۔ جولائی 1938 میں فرینکلن ڈی روزویلٹ کی شروع کردہ ایوان کانفرنس پناہ گاہ فراہم کرنے میں ناکام رہی: 32 ممالک نے شرکت کی، لیکن صرف ڈو میلین ریپبلک اور کوستاریکا نے نمایاں تعداد (بالترتیب 100,000 اور 200 خاندان) قبول کرنے کی پیشکش کی، جبکہ امریکہ اور برطانیہ نے کوئی بڑھانے سے انکار کیا۔ محدود اختیارات کے ساتھ، بہت سے یہودیوں نے برطانوی ینڈیٹ فلسطین کا رخ کیا، جہاں برطانوی ینڈیٹ نے 1917 کے بالفور اعلامیے کے تحت ہجرت کو آسان بنایا۔ 1933 سے 1939 تک، 120,000 سے زیادہ یہودی آئے، اور 1947 تک یہودی آبادی 33 فیصد (1.9 ملین میں سے 600,000) تک پہنچ گئی۔ اس تناظر میں، فلسطین نے یہودی پناہ گزینیوں کو قبول کیا اور بچایا جب دنیا کے بیشتر حصوں نے ان سے منہ موڑ لیا۔

آج، یہ تاریخی صیہونی بیانیے سے الٹ دی گئی ہے کہ ”کوئی ملک فلسطینیوں کو قبول نہیں کرنا چاہتا۔“ 7 اکتوبر 2023 کے حماس کے حملے اور غزہ میں اسرائیل کی جوابی مہم کے بعد سے، اقوام متحده کے اندازوں کے مطابق 1.9 ملین فلسطینی (2.1 ملین میں

سے) بے گھر ہوئے ہیں۔ ہیومن رائٹس واج (HRW) ان کارروائیوں کو جنیوا کنو نشنر کے تحت جنگی جرم، زبردستی سبقتی کے طور پر دستاویز کرتا ہے، جس میں اخلاع کے احکامات، محفوظ زونز پر حملہ، اور غزہ کی 70 فیصد رہائش کی تباہی شامل ہے۔ اسرائیلی حکام، جیسے وزیر خزانہ بیز الیل سموئیل سموئیل، نے غزہ کے باشندوں کے لیے ”رضا کارانہ بھرت“ تجویز کی ہے، جس کا مطلب ہے کہ ان کی بے گھری تنازع کو حل کر دے گی۔ یہ میانیہ اردن، چلی، اور جرمنی جیسے مالک میں 6 ملین فلسطینی تارکین وطن کو نظر انداز لرتا ہے، اور اس حقیقت کو کہ اسرائیل کی ناکبندی اور غزہ کی سرحدوں (مثال کے طور پر، رفح کراسنگ) پر کنٹرول فلسطینیوں کو نکلنے سے روکتا ہے، نہ کہ بین الاقوامی خواہش کی کمی۔ ظریف واضح ہے: اسرائیل، جو جزوی طور پر ان پناہ گزینیوں سے بن جو فلسطین میں پناہ مانگتے تھے، اب فلسطینیوں کو زبردستی بے گھر کرتا ہے جبکہ دعوی کرتا ہے کہ کوئی اور انہیں قبول نہیں کرے گا، جو بین الاقوامی قانون (یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس، آرٹیکل 13) کے تحت ان کے وطن میں رہنے کے حق کی خلاف ورزی ہے۔

وہشت گردی کی تسلسل

صیہونی نیم فوجی دستوں ای آن اور لیہی نے برطانوی ینڈیٹ کے دوران ایسی حربوں کا استعمال کیا جو آج وہشت گردی کے طور پر درجہ بندی کی جاتیں گی، جس کا مقصد برطانویوں کو بے دخل کرنا اور ایک یہودی ریاست کو محفوظ بنانا تھا۔ ای آن، جس کی قیادت یہاں خمیکن نے کی، نے 1946 میں کنگ ڈیوڈ ہوٹل پر بمباری کی، جس میں 91 افراد ہلاک ہوئے (41 عرب، 28 برطانوی، 17 یہودی)۔ 1948 میں دیریاسین قتل عام، جو ای ۲۷ نومبر اور لیہی نے کیا، نے 100 سے زیادہ فلسطینی دیہاتیوں کو ہلاک کیا، جس سے بڑے ہمیانے پر فرار ہوا اور ناکبہ شدید ہوئی۔ دیگر کارروائیوں میں 1947 میں برطانوی سارجنٹس کلیفورڈ مارٹن اور میر وین پالیس کی پھانسی، عرب بازاروں میں بم دھماکے، اور 1946 میں روم میں برطانوی سفارتخانے پر بمباری جیسے بین الاقوامی حملہ شامل تھے۔ لیہی نے 1944 میں لارڈ موئن اور 1948 میں اقوام متحده کے ثالث فولک برناڈوٹ کو قتل کیا، مؤخر الذکر مکنہ طور پر اسرائیلی ریاست کی شمولیت کے ساتھ۔ یہ افعال۔ شہریوں کو نشانہ بنانا، خوف پھیلانا، اور سیاسی مقاصد کا تعاقب۔ عصری وہشت گردی کی تعریفات (اقوام متحده کی جنرل اسمبلی کی قرارداد 49/60، 1994) سے مطابقت رکھتے ہیں۔ بیکن، جس پر MI5 نے £10,000 کا انعام رکھا تھا، بعد میں اسرائیل کا وزیر اعظم (1977-1983) بنا اور لیکوڈ پارٹی کی بنیاد رکھی، جو آج بن یا میں نیتن یاہو کی قیادت میں ہے۔

اس کے بعد سے، اسرائیل نے ایسی کارروائیاں کیں جو اس تشدد کی عکاسی کرتی ہیں، اکثر خود دفاعی طور پر پیش کی جاتی ہیں لیکن وہشت گردی یا بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزیوں کے طور پر تنقید کی جاتی ہیں۔ 2006 میں، اسرائیل نے نیروت-رفیق

حریری بین الاقوامی ہوائی اڈے پر بمباری کی، شہری ڈھانچے کو ہدف بنایا اور ہزاروں کو پھنسا دیا، جس کی HRW نے فوجی ضرورت کے فقدان کی وجہ سے مذمت کی۔ 1973 میں، اسرائیل نے لیبیا عرب ایئر لائنز کی پرواز 114 کو مار گرایا، جس میں 113 میں سے 108 افراد بلاک ہوئے، ایک ایسا عمل جو بین الاقوامی سول ایوی ایشن آر گنائزیشن (ICAO) نے غیر قانونی قرار دیا۔ اسرائیل نے 2001-2002 میں غزہ کے یاسر عرفات بین الاقوامی ہوائی اڈے کو بھی تباہ کیا، جو 2007 کی ناکہ بندی کے تحت فلسطینیوں کی نقل و حرکت پر وسیع پابندیوں کی علامت ہے۔ تاہم، اسرائیل حماس کے رہنماؤں کو دہشت گرد قرار دیتا ہے، انہیں قتل کے لیے نشانہ بناتا ہے۔ مثال کے طور پر، اسماعیل ہانیہ تہران میں (جولائی 2024) اور یحیی سنوار فخ میں (اکتوبر 2024)۔ جبکہ اپنی تاریخ کو نظر انداز کرتا ہے۔ حماس، جسے امریکہ اور یورپی یونین نے دہشت گرد گروہ نامزد کیا ہے، نے اسرائیلی شہریوں پر حملہ کیا، لیکن غزہ میں اس کا سیاسی کردار اور بیانات میں تبدیلی (مثال کے طور پر، 2017 کا چارٹر) کو نظر انداز کیا جاتا ہے، اسے وہ جواز سے محروم کرتے ہیں جو یگن نے حاصل کیا تھا۔ یہ دو ہر امعیار۔ صیہونی اور اسرائیلی تشدد کو معاف کرنا جبکہ فلسطینی مراجحت کی مذمت کرنا۔ تنازع کے چکر کو جاری رکھتا ہے۔

انسانی حقوق: اسرائیل کو فعال کرنا، فلسطینیوں کی خلاف ورزی

انسانی حقوق کے اصول جو یونیٹ کے دوران برطانویوں کو محدود کرتے تھے، اسرائیل کے قیام کو ممکن بناتے تھے، لیکن وہی اصول اب اسرائیل فلسطینیوں کے خلاف توڑ رہا ہے۔ برطانوی یونیٹ نے برطانیہ کو فلسطین کے تمام باشندوں کے شہری اور مذہبی حقوق کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا، جو ابتدائی انسانی حقوق کے اصولوں کی عکاسی کرتا تھا۔ ای ۷۲ن اور یہی کی بغاوت کے مقابلے میں، برطانوی رد عمل محدود تھا: آپریشن شارک (1946) میں گرفتاریاں اور کریمیوں شامل تھے، اور پکڑے گئے جنگجوؤں کو ایریٹریا، کینیا، اور قبرص کے کمپوں میں جلاوطن کیا گیا، جس سے ٹسپیمانے پر تباہی سے بچا گیا۔ دوسرا جنگ عظیم کے بعد کی تھکن، بین الاقوامی دباؤ (خاص طور پر ہولوکاست کے بعد امریکہ سے)، اور ابھرتے ہوئے انسانی حقوق کے اصولوں نے غیر تناسب قوت کے استعمال کو محدود کیا۔ غزہ میں اسرائیل کی طرح ایک زیادہ سفاکانہ رد عمل نے صیہونی تحریک کو کچل دیا ہوتا، جو 1948 میں اسرائیل کے قیام کو روکتا۔

آج، اسرائیل فلسطینیوں کے ساتھ اپنے سلوک میں ان اصولوں کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اکتوبر 2023 سے، اسرائیل کی غزہ میں مہم نے 1.9 ملین افراد کو بے گھر کیا، 43,000 سے زیادہ کوہلاک کیا، اور 70 فیصد بہائش کو تباہ کیا، ایسی کارروائیاں جو HRW زبردستی منتقلی، ایک جنگی جرم، کے طور پر درجہ بندی کرتا ہے۔ 2007 کی ناکہ بندی اجتماعی سزا دیتی ہے، جو چوتھے جنیوا لونشن کے آرٹیکل 33 کے تحت منوع ہے، جو ضروری اشیاء تک رسائی کو محدود کرتی ہے۔ تیسرے ممالک میں ہدف قتل، جیسے

ایران میں ہانیہ کا قتل، خود مختاری کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون کے تحت غیر قانونی قتل کے بارے میں خدشات کو جنم دیتے ہیں۔ طنزگہری ہے: وہ اصول جو 1940 کی دہائی میں یہودی آبادی کی حفاظت کرتے تھے، اب نظر انداز کیے جاتے ہیں، کیونکہ اسرائیل کے اقدامات فلسطینیوں کے زندگی، نقل و حرکت، اور خود مختاری کے حقوق کو کمزور کرتے ہیں۔

غیر منصفانہ تقسیم، غیر قانونی توسعی

1947 کا اقوام متحده کا تقسیم منصوبہ (قرارداد 181) بنیادی طور پر غیر منصفانہ تھا، جس نے یمنیٹ فلسطین کا 56 فیصد (14,100 کلو میٹر مربع) ایک یہودی ریاست کے لیے مختص کیا جو اقلیتی آبادی (33 فیصد، 600,000 افراد) کے لیے تھی جس کے پاس صرف 7 فیصد زمین تھی، جبکہ عرب اکثریت (67 فیصد، 1.3 ملین) کو 43 فیصد (11,500 کلو میٹر مربع) ملا۔ یرو شلم کو ایک بین الاقوامی شہر ہونا تھا۔ یہودی قیادت نے اس منصوبے کو ریاستیت کی طرف ایک قدم کے طور پر قبول کیا، جبکہ عرب قیادت نے اسے مسترد کر دیا، یہ استدال کرتے ہوئے کہ یہ خود مختاری کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ 1947-1948 کی خانہ جنگی اور 1948 کی عرب-اسرائیل جنگ نے اسرائیل کو فلسطین کے 78 فیصد (20,770 کلو میٹر مربع) تک پھیلانے کا باعث بنایا، جس نے 750,000 فلسطینیوں کو بے گھر کیا (ناکہ)، دیر یاسین جیسے قتل عام نے اس ہجرت کو ہوادی۔

بے 56 فیصد اسرائیل کے لیے کافی نہیں تھا، جو اس کے بعد سے قبضے، بستیوں، اور الحاق کے ذریعے غیر قانونی طور پر پھیلا ہے۔ 1967 کی چھ روزہ جنگ نے اسرائیل کو مغربی کنارے، غزہ، مشرقی یرو شلم، اور جولان کی پہاڑیوں پر قبضہ کرنے کے قابل بنایا۔ 2024 کے بین الاقوامی عدالت انصاف (ICJ) کے مشاورتی رائے نے اس قبضے کو غیر قانونی قرار دیا، مغربی کنارے اور مشرقی یرو شلم میں 700,000 سے زیادہ آباد کاروں کے ذریعے فلسطینی خود مختاری کی خلاف ورزیوں کا حوالہ دیتے ہوئے، جو چوتھے جنیوا لنوشن کے آرٹیکل 49 کے تحت غیر قانونی ہیں۔ فلسطینیوں کو باقاعدگی سے بے دخلی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جیسے شیخ جراح میں، آباد کاروں کے لیے جگہ بنانے کے لیے۔ اسرائیل کا 1980 میں مشرقی یرو شلم کو اس کی "غیر منقسم دارالحکومت" کے طور پر الحاق غیر قانونی ہے، جیسا کہ اقوام متحده کی قرارداد (2024/RES/ES-10/24) نے دوبارہ تصدیق کی، جو بستیوں اور علیحدگی کی دیوار کی بھی مذمت کرتی ہے۔ یہ اقدامات اسرائیل کے کنٹرول کو مضبوط کرتے ہیں، "ناقابل واپسی اثرات" پیدا کرتے ہیں جو الحاق کے مترادف ہیں، فلسطینیوں کو مزید بے گھر کرتے ہیں اور تقسیم کے منصوبے میں انصاف کے اصولوں سے متصادم ہیں۔

اسرائیل-فلسطین تنازع تاریخی طنزیات اور عصری نا انصافیوں سے نشان زد ہے جو گھرے دوہرے معیارات کو ظاہر کرتے ہیں۔ فلسطین نے یہودی تارکین وطن کو پناہ دی جب دنیا نے انہیں مسترد کیا، لیکن اب اسرائیل فلسطینیوں کو بے گھر کرتا ہے جبکہ دعویٰ کرتا ہے کہ کوئی انہیں قبول نہیں کرے گا، اپنے کردار کو نظر انداز کرتے ہوتے۔ صیہونی نیم فوجی دستوں نے ایک ریاست بنانے کے لیے دہشت گردی کا استعمال کیا، اور اسرائیل نے بعد میں اسی طرح کے افعال ہوائی اڈوں پر بمباری، ہوائی جہاز گرائے۔ جبکہ حماس کو دہشت گرد قرار دیا، باوجود یہ میکن کے دہشت گردانہ ماضی کے۔ انسانی حقوق کے اصول جو اسرائیل کے قیام کو ممکن بناتے تھے، اب فلسطینیوں کے خلاف توڑے جا رہے ہیں، جیسا کہ غزہ میں زبردستی منقلي اور ناکہندی سے ظاہر ہوتا ہے۔ 1947 کی غیر منصفانہ تقسیم، اس کے بعد اسرائیل کی بستیوں اور الحاق کے ذریعے غیر قانونی توسع، اسے لھری کے نمونے کو جاری رکھتی ہے، میں الاقوامی قانون اور فلسطینی حقوق کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ یہ تضادات احتساب اور ایک ایسے حل کی فوری ضرورت کو اجاگر کرتے ہیں جو فلسطینی خود مختاری کا احترام کرتا ہو، اس تنازع کے مرکزوں میں تاریخی شکایات اور عصری نا انصافیوں کو حل کرتا ہو۔